لے پالک بچہ (متبنیٰ) کی شرعی حیثیت

Status of adopted child in sharia

Muhammad Ali Shaikh*
Abdul Salam Tunio**

Abstract
Islam teaches us affectionate and loves with children. Children are sensitive and important part of society، who will be forming future society likewise our behavior، is sketched in their brain. What the behavior we show them will be reflection of tomorrows. Unfortunately children face lots of mishaps in society with results in hatered rather than love for people around. Similar aspect is concerned with orphans and adopted children. To adopt orphan and feed him get greater reward in Islam undoubtedly. In our society it is the custom to adopt the child of relatives for couple who don't have their own kids. This is not lawful according to Sharai, it means that a child who is not Orphan to adopt him on your own wishes, and separate him from his real parents and even unlawful and cruelty is that the name of father is also changed, and their real parents are keep hidden and when that child comes to know about his original or real parents he becomes feel complexity in his life and brings some queries in his mind which results in so many negative effects on him. There to eradicate and remove such rituals, customs verbal instructions are not enough but perfect act on Islamic way of life is necessary.
Keywords: affectionate, society, adopt, orphan, unlawful, complexity, eradicate .

اللہ تعالی نے دنیا کی ہر نعمت ہر انسان کو عطا نہیں کی بلکہ اس نے فرق رکھا ہے اور یہ فرق بھی اس کی تخلیق کا کمال ہے۔ کسی کو اس نے صحت قابل رشک عطا کی، کسی کو علم دوسروں کے مقابلے میں زیادہ دیا، کسی کو دولت کم دی، کسی کو زیادہ دی، کسی کو بولنے کی غیر معمولی صلاحیت عطا کی، کسی کو کسی ہنر میں طاق بنایا، کسی کو دین کا شوق وذوق دوسروں کی نسبت زیادہ دیا، کسی کو بیٹے دیے، کسی کو بیٹیاں، کسی کو بیٹے بیٹیاں دیں، کسی کو اولاد زیادہ دی، کسی کو کم، اور کسی کو دی ہی نہیں۔

اللہ تعالی نے ہر انسان کے اندر اولاد کی محبت اور خواہش رکھ دی ہے۔ زندگی کی رونق اولاد ہی کے ذریعے قائم ہے۔ دراصل یہ اولاد ہی تو ہے جس کے لئے انسان نکاح کرتا ہے، گھر بساتا ہے اور سامان زندگی حاصل کرتا ہے، لیکن اولاد کے حصول میں انسان بے بس اور بے اختیار ہے ۔اللہ تعالی نے اس نعمت کو عطا کرنے کا مکمل اختیار اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

"للہ ملك السموات والارض يخلق ما يشاء يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء الذكور۔او يزوجهم ذكرانا واناثا ويجعل من يشاء عقيما انه عليم قدير۔"[1]

(سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ تعالی ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے

* Lecturer islamic studies,The Shaikh Ayaz university shikarpur
** Lecturer Islamic studies Szabist Larkana Campus

لڑکا دیتا ہے، یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی، اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے یقیناوہ علم کا بھی مالک ہے قدرت کا بھی مالک ہے۔)[2]

انسان کو نکاح کرنے کے بعد جب بچہ نہیں ہوتا تو انسان صبر کرنے کے بجائے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے بچے کو گود لینے / لے پالک بنانے کا کام شروع کر دیتا ہے اور پھر بچے کو اس کے والدین سے جدا کر دیا جاتا ہے، پھر اس پر ایک اور ظلم یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس بچے کی ولدیت بھی تبدیل کی جاتی ہے اور اس بچے کے اصل والدین کے نام کو چھپایا جاتا ہے، پھر جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے اور اس کو اپنے اصلی والدین کا پتہ چل جاتا ہے تو اس کی شخصیت کئی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہے اور اس کے ذہن میں کئی سوال اٹھتے ہیں جو اس پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

دنیا کے قدیم جاہلی معاشروں سے لے کر دور حاضر کے ہر معاشرے میں بے اولاد والدین نے اپنی محرومی کا ازالہ کرنے کے لیے مختلف صورتیں ایجاد کی ہیں۔ جیسے۔۔

کسی مفلس والدین کے ہاں بچہ پیدا ہوتے ہی یا پیدا ہونے سے پہلے ہی خرید لیا اور کسی ہمیشہ کے لئے اس کے ولدیت اور نام و نسب کا حق اپنے نام محفوظ کر لیا۔

بعض اوقات تو رشتے داروں کو بھی یہ پتا نہیں چلنے دیا جاتا کہ یہ بچہ کسی دوسرے کا ہے، بلکہ بڑی مہارت اور چالبازی سے بچے کی پیدائش کا اپنے هاں ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔

بعض لوگ کسی رشتے دار یا غیر رشتہ دار آدمی کا بچہ لے کر اس کی ولدیت اپنے نام سے جوڑ لیتے ہیں اور اس بناوٹی بیٹے یا بیٹی کو وہ تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں جو سگی اولاد کو حاصل ہوتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے سگے بھائی، بہن یا چچازاد بھائی وغیرہ کا بیٹا یا بیٹی گود لے کر اس کی ولدیت اپنے نام کے ساتھ جوڑ کر یہ سمجھتے ہیں کہ نسل اور خون تو اپنا ہے لہذا اس بچے کا نسب اپنے نام کے ساتھ جوڑنا جھوٹ کے زمرے میں نہیں آتا۔

آج کل ہمارے معاشرے میں ہسپتالوں کے اندر بہت ایسی ڈاکٹرز اور نرسز یہ کام ثواب سمجھ کر کرتی ہیں کہ یہ لاوارث بچہ کہاں جاتا چلو! اچھا ہوا کہ اس کو والدین مل گئے اور ان کی بھی ضرورت پوری ہو گئی۔ اور بہت جگہوں پر اس قسم کی بزنس بھی شروع کی گئی ہے یعنی جو عورتیں بچہ ضائع کرنے کے ارادے سے اسپتالوں میں آتی ہیں پھر وہ ہسپتال کا عملہ ایسی عورتوں سے مل کر ایسے لاوارث بچوں کو، (ولد الزناء بچوں) کو جنا کر بیچ دیتے ہیں۔ اس قسم کے مثال ہمارے معاشرے کے اندر ہماری نظروں کے سامنے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

لے پالک لفظ کی تحقیق:

لے پالک لفظ کی معنیٰ ہے وہ بچہ جس کو لے کر پال لیا گیا ہو۔[3]

اردو میں اس کو گود لیا ہوا بچہ بھی کہتے ہیں، اور عربی میں اس کو متبنیٰ کہا جاتا ہے۔

بچہ پیدا کرنے کے جاہلیت کے طریقے:

دراصل اہل عرب کے ہاں جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ وہ کسی دوسرے کا بچہ بڑی عمر کا ہوتا یا چھوٹی عمر کا، اس کے والدین سے معاہدہ کر کے اس کا حق ولدیت اپنے نام کرا لیتے۔ اس معاہدے کا اعلان کعبے میں یا معتبر افراد کی موجودگی میں کیا جاتا۔

اس معاہدے اور اعلان کے بعد قانونی طور پر اسی کا بیٹا تسلیم کیا جاتا جس نے باپ ہونے کا حق اپنے نام کر لیا ہوتا تو اسی طریقے سے نقلی بیٹا اصلی بیٹے کی مانند قرار پاتا۔

ہندوؤں میں بھی جو مرد اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو وہ اپنی بیوی کو اپنے بھائی یعنی بیوی کے دیور سے مقاربت کر کے بچہ حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے تو ایسی صورت میں یہ بچہ اسی شوہر کا کہلاتا ہے جس کی یہ عورت بیوی ہے ۔

ہندو مذہب میں دوسری صورت یہ ہے کہ بے اولاد خاوند اپنی بیوی کو کسی بھی مرد سے دس کی تعداد تک بچہ حاصل کرنے کی اجازۃ دیتا ہے۔

ہندوؤں میں یہ بھی دستور ہے کہ شوہر کسی تندرست، بہادر یا خوبصورت مرد کے پاس اپنی بیوی بھیج دے تاکہ اپنی اوصاف کا بچہ اس کے ہاں پیدا ہو۔

اہل عرب میں بھی یہ رواج عام تھا اور اسے نکاح استبضاع کہا جاتا تھا۔[4]

لے پالک (متبنیٰ) بچے کی حیثیت قرآن اور سنت مطہرہ کی روشنی میں:

زمانہ جاہلیت کے اندر بچے کو (متبنیٰ) گود لینے کا رواج عام تھا اور اس بچے کو لوگ اپنی حقیقی اولاد کی طرح سمجھتے تھے، اس لے پالک کو اپنی میراث میں شریک کرتے تھے، اور لے پالک کی بیوی کو اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی (بہو) کی طرح سمجھتے تھے، اور اس کی ولدیت تبدیل کر کے اپنے نام کے ساتھ اسے جوڑتے تھے، تو اسلام نے ایسی بے ہودہ رسومات اور باطل خیالات کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وما جعل ادعیاءکم ابناءکم"[5]

(اور نہیں بنایا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے حقیقی بیٹے۔)

ادعیاء دعیٌ کی جمع ہے۔ دعیٌ کی معنی وہ لڑکا ہے جس کو منہ بولا بیٹا کہا جاتا ہے، تو منہ بولا بیٹا تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔ یعنی تمہارے دوسرے بیٹوں کے ساتھ نہ وہ میراث میں شریک ہوگا اور نہ حرمتِ نکاح کے مسائل اس پر عائد ہونگے کہ بیٹے کی مطلّقہ بیوی باپ پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے، تو متبنیٰ (لے پالک) کی بیوی بھی حرام ہو۔[6]

دراصل حضور اکرم ﷺ نے نبوت سے پہلے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کو اپنا متبنیٰ (لے پالک) بچہ بنا لیا تھا۔

اس کا پس منظر مختصراً اس طرح ہے کہ حضرت زید عربیؓ الاصل قبیلہ کلب کے ایک شخص حارثہ کے بیٹے تھے۔ ان کی والدہ سعدی بن ثعلبہ قبیلہ طے کی شاخ بنی معین سے تھیں ۔

جب حضرت زید آٹھ سال کے بچے تھے تو اس وقت ان کی ماں انہیں میکے لے کر گئیں، وہاں ایک دوسرے قبیلے کے لوگوں نے ان کے پڑاو پر حملہ کیا اور لوٹ مار کے ساتھ جن آدمیوں کو وہ پکڑ کر لے گئے ان میں یہ حضرت زید بھی تھے۔ پھر انہیں طائف کے قریب عکاظہ کے میلے میں ان کو لے جا کر بیچا گیا اور اس کو حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے خریدا۔ حضرت خدیجہ نے حکیم بن حزام کو ایک ہوشیار غلام خریدنے کو کہا تھا، تو انہوں نے اس کو خرید کر مکہ لا کر اپنی پھوپھی کے حوالے کیا۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ سے ہوا تو حضور نے اس کے ہاں حضرت زید کو دیکھا اور اس کی عادات واطوار آپ کو اس قدر پسند آگئیں کہ آپ نے اسے آزاد کیا۔ اس وقت حضرت زید کی عمر 15 سال تھی۔

جب اس کے والدین کو پتہ چلا کہ وہ مکے میں ہے تو وہ مکے آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ مانگی رقم دے کر حضرت زید کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ زید پر چھوڑ دیا اور اس نے اپنے والدین کے ساتھ جانے سے انکار کیا۔ تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ آج سے زید میرا بیٹا ہے۔

حضرت زید کے والدین یہ دیکھ کر خوش خوش اور مطمئن ہو کر واپس چلے گئے کیونکہ اب ان کا بیٹا غلام نہیں بلکہ مکہ مکرمہ کے معزز خاندان کے معزز آدمی کا بیٹا بن گیا ہے، اسی بنا پر لوگ اسے زید بن محمد کہنے لگے۔[7]

نبوت کے بعد حضرت زید نے فوراً ایمان کی نعمت کو سینے سے لگایا۔ مکہ مکرمہ میں 13 سال سخت ترین مظالم میں جکڑی ہوئی زندگی میں انہوں نے ہر موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور جان نثاری کو ترجیح دی، اور ہر مشکل وقت میں آپ ﷺ ساتھ ہوتے تھے۔

صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں حضرت ابن عمر کی حدیث ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمدؐ کہا کرتے تھے (کیونکہ ﷺ نے اسے متبنیٰ بنالیا تھا)۔ اس آیت کے نزول کے بعد ہم نے یہ عادت چھوڑ دی[8]

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام اسے زید بن حارثہ کہنے لگے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو فرمایا: "انت اخونا ومولانا۔"[9]

ان آیات سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو اکثر آدمی دوسروں کے بچوں کو بیٹا کہہ کر پکارتے ہیں محض شفقت ومحبت کی وجہ سے، نہ کہ متبنیٰ قرار دینے کی وجہ سے تو یہ اگرچہ جائز ہے مگر پھر بھی بہتر نہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

(تم ان کو (لے پالک بچوں کو) ان کے حقیقی باپوں کے نام سے بلاؤ۔ یہ اللہ تعالی کے پاس زیادہ انصاف والا ہے۔)[10]

جب لے پالک بچہ حقیقی اولاد کی طرح نہیں ہے تو اس کی بیوی بھی حقیقی بہو کی طرح نہیں ہوگی تو یہ بھی ایک بے ہودہ رسم تھی عرب قبائل کے اندر کے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرنے کو حرام سمجھتے تھے، تو اللہ تعالی نے ان کی اس رسم کو بھی جڑ سے ختم کر دیا۔

حضور اکرم ﷺ نے چار ہجری میں اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا اور اپنی طرف سے ان کا مہر ادا کیا اور گھر بسانے کے لئے ان کو کچھ سامان بھی عطا فرمایا، مگر اتفاق یہ ہوا کہ حضرت زید اور حضرت زینب کی موافقت پیدا نہ ہوئی، بالآخر حضرت زید نے حضرت زینب بنت جحش کو طلاق دے دی۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب سے بعد عدت نکاح کر لیا، جب آپ ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کر لیا تو مخالفین نے طعن کیا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رسومات باطل کا خاتمہ کیا، لیکن اس کی شروعات خود آپ ﷺ کی ذات اقدس کی تھی۔

دراصل بعض جاہلی رسومات کی جڑیں معاشرے کی گہرائی تک پیوست ہو چکی ہوتی ہیں۔ ایسی رسومات کو ختم کرنے کے لیے زبانی تلقین کافی نہیں ہوتی۔ ہر شخص ایسی رسوم کو ختم کرنے سے جھجھکتا ہے اور سوچتا ہے کہ ضروری تو نہیں کہ وہی اس رسم کو توڑنے کا قدم اٹھائے اور معاشرے کی لعن وطعن کا رخ اپنی طرف کروالے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے بناوٹی بیٹے بنانے کی رسم توڑنے کا آغاز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کیا، کیونکہ اس سنگین رسم کو توڑنے کے لئے سخت جان اور ایمانی حوصلہ رکھنے میں بلند پایہ کردار کی ضرورت تھی، اور پھر اس رسم سے مکمل چھٹکارے کے لئے تا قیامت اسوہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم ہی کفایت کر سکتا تھا۔

اس رسم کے ساتھ ساتھ یہ رسم بھی ٹوٹ گئی کہ۔۔۔۔۔

آزاد کردہ غلاموں کی حیثیت معاشرے میں کم تر سمجھی جاتی تھی۔ اونچے خاندان کے لوگ ان سے رشتہ ناطہ طے کرنے میں عار سمجھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے جن کا ہاشمی گھرانہ پورے عرب میں معزز ترین تھا اس کی بیٹی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام زید سے کر دیا۔ یوں اونچ نیچ کا تصور بالکل ثابت کر دیا۔

مذکورہ آیات کے نزول نے یہ واضح کر دیا کہ جاہلی رسومات، برادری کی روایت، ذات پات کا تفاوت، مالی اونچ نیچ اور نفس کے اپنے بنائے ہوئے عزت اور ذلت کے پیمانے اسلام کے سائے میں آنے کے بعد سب ہیچ ہیں۔

ان آیات کے تحت نسب کے متعلق ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ اب اس وقت یہاں اور دوسری بے اعتدالیاں پیدا ہو رہی ہیں اور ہو گئی ہیں ان میں سے ایک بے اعتدالی یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اپنا نسب آبائی جھوڑ کر اپنے آپ کو دوسرے انساب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کوئی سیّد بننے کے درپے ہے تو کوئی اپنے آپ کو انصاری ثابت کرتا ہے تو کوئی صدیقی فاروقی، عثمانی، وغیرہ کہ وہ کسی بڑے نسب کی طرف کسی نہ کسی طریقے سے اپنے آپ کو منسوب کرے۔ اس کا منشا تکبر اور غرور ہے جو فی نفسہ بھی گناہ کبیرہ ہے اور نسب بدلنا یہ مستقل دوسرا کبیرہ گناہ ہے۔ احادیث صحیحہ میں بھی اس پر سخت وعید وارد ہوئی ہیں۔

تفاخر بالانساب کا سب سے بڑا چرچہ جاہلیت میں تھا جس کو اسلام نے آکر مٹا دیا لیکن بعد میں آکر مسلمانوں میں یہ بلاء پھر پیدا ہو گئی۔[11]

تو لہذا مسلمانوں کو ایسی جاہلانہ رسومات اور تفاخر بالانساب سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے ۔
اسلام کے اندر اولاد کو والدین سے پردہ کرنے کا کوئی حکم موجود نہیں، لیکن اسلامی معاشرے میں ایک ایسا رشتہ بھی موجود ہے جو مقدس ہونے کے باوجود پردے کے حکم کے تابع ہے۔ وہ ہے لے پالک بچے، گود لیے ہوئے بچے عام لوگ اسلام میں لے پالک بچوں کے معاملے میں لاعلم ہیں کہ اسلام میں منہ بولی ماں اور منہ بولے باپ سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور لے پالک بچہ عورت کے لیے غیر محرم بھی رہے گا اور اگر لے پالک بچی ہے تو وہ اس مرد کے لیے غیر محرم ہی رہے گی، البتہ اگر عورت دودھ پلانے کی مدت میں اس بچے کو اپنا دودھ پلائے تو پھر وہ بچہ دودھ پینے کی وجہ سے، رضاعۃ کی وجہ سے محرم بن جائے گا، باقی صرف لے پالک ہونے کی وجہ سے محرم نہیں بنے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

"حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم واخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الاخ وبنات الاخت بامهاتكم اللاتي ارضعنكم واخواتكم من الرضاعه"[12]

(تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعت میں شریک بہنیں۔)

تو لہذا صرف غیر محرم لے پالک بیٹے سے منہ بولی ماں اور غیر محرم لے پالک بیٹی کو منہ بولے باپ سے پردہ کرنا لازم ہوگا۔
لے پالک اولاد کسی بھی حال میں گود لینے والے کی حقیقی اور صلبی اولاد میں شمار شامل نہیں ہو سکتی۔[13]

حضور اکرم نے فرمایا:

"عن انس بن مالک قال سمعت رسول اللہ یقول من ادعیٰ الی غیر ابیہ او انتمیٰ الی غیر موالیہ فعلیہ لعنہ اللہ المتتابعہ الی یوم القیامہ۔"[14]

"عن سعد ابن مالک قال سمعتہ اذنای ووعاہ قلبي من محمد انہ قال من ادعیٰ الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنہ علیہ حرام۔"[15]

متبنیٰ بنانا تو درست ہے لیکن متبنیٰ بنانے سے متبنیٰ کے لئے حقیقی اولاد کے احکام ثابت نہیں ہوتے اور نہ متبنیٰ کو وراثت کا حق حاصل ہوتا ہے ۔ حقیقی اولاد کا حکم اور حقوق متبنیٰ کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوں گے۔[16]
محض پرورش کرنے سے آدمی ولی نہیں بن جاتا۔ جس کو شریعت نے ولی مقرر کیا ہے وہی ولی ہوتا ہے۔[17]

متبنیٰ (لے پالک بچہ) بنانے کے چند نقصانات:

اسلام نے متبنیٰ (لے پالک بیٹا بنانے) کی رسم کو سختی سے توڑا ہے، کیونکہ اس طرح کرنے سے بہت خرابیاں لازم آتی ہیں۔ نقلی والدین، اصلی والدین، خود بچہ اور معاشرہ پر اس رسم بد کے مہلک اور خطرناک اثرات مرتب ہوتے ہیں جس سے معاشرے کا ہر فرد واقف ہے۔

رب کریم کی گستاخی:

جو شخص کسی دوسرے شخص کا بیٹا لے کر اسے اپنا بناتا ہے، گود لیتا ہے تو وہ قدرت ربّانی کو منہ چڑاتا ہے کہ دیکھ اگر تو نے مجھے بیٹا نہیں دیا تو کیا ہوا میں نے تو بیٹا لے ہی لیا ہے ۔

کسی دوسرے سے نسب جوڑنا کفر:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔۔۔

(جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اور وہ جانتا ہے تو اس نے کفر کیا، اور جس نے اس چیز کا دعوی کیا جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے، اور جس نے کسی کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا اے اللہ کے دشمن! حالانکہ وہ ایسا نہیں تو وہ اس پر ظلم کرے گا۔ (صحیح مسلم)

بچہ دینے والا بھی اس گناہ میں شامل:

جس طرح بچہ لینے والا اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اسی طرح بچہ لینے والا بھی اس گناہ میں برابر کا شریک ہے کیونکہ دینے والے کے بغیر بچہ لینے والا یہ جرم کر ہی نہیں سکتا۔

قطع رحمی:

حضور اکرم ﷺ نے جس دین کو اپنی امت تک پہنچایا اس میں قطع رحمی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ قطع رحمی کرنے والوں کو اللہ تعالی نے فسادی کہا، ان پر لعنت کی اور انہیں اندھا اور بہرہ کر دینے کی سزا سنائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمى ابصارهم۔"[18]

(قریب ہے کہ جب تم کو اقتدار ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتوں کو کاٹو، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی نے لعنت کی اور انہیں بہرہ اور اندھا کر دیا۔)

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص رشتہ دار کو رشتہ داری سے کاٹتا ہے تو اس سے اللہ تعالی اپنا تعلق توڑ لیتا ہے، تو جب کہ بچے کو اپنے والدین سے جدا کیا جاتا ہے یہ جدائی دراصل اللہ تعالی سے جدائی کے مترادف ہوتی ہے۔

رشتہ داری اور اس کے حقوق:

رشتہ داری توڑنے کی سزا سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آدمی کو یہ معلوم ہو کہ ماں اور باپ کی طرف سے کون کون اس کے قریبی رشتہ دار ہیں اور کون کون سے دور کے رشتہ دار ہیں۔

والدین کی خدمت سے محرومی:

دنیا کے تمام رشتوں میں سے والدین کا رشتہ سب سے مقدم ہے، خصوصاماں کا رشتہ۔قرآن حکیم اور احادیث میں ماں باپ کی خدمت ان کی دلجوئی، ان کے ادب واحترام، ان کی اطاعت کی سب رشتوں سے بڑھ کرتا کید کی گئی ہے، بلکہ انہیں اف تک نہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مسلمان کے لیے اس کی جنّت اور دوزخ والدین کی اطاعت اور خدمت سے ہی وابستہ ہے، لیکن جو والدین بچے کو اپنے آپ سے جدا کر دیتے ہیں گویا بچے کو اپنی جنّت سے دور کر دیتے ہیں۔اس کو اپنے ہاتھوں سے گویا بد بختی کے حوالے کر دیتے ہیں ۔

وراثت کے احکام میں تبدیلی:

اسلام میں وراثت کے حقدار صرف وہی رشتہ دار ہیں جن کا تعلق میّت کے ساتھ نسب کی وجہ سے ہو یا نکاح میں ہونے کی وجہ سے ہو، لیکن منہ بولے بیٹے یا بیٹی کو وراثت کا حقدار قرار دے کر اللہ تعالی کے مقابلے میں قانون سازی کر کے ایک گھناؤنا جرم کیا جاتا ہے۔

شرعی ورثہ کا حق غصب کرنا:

بناوٹی والدین بناوٹی بچے کو وارث بنانے کے لیے مختلف حیلے اور جتن کرتے رہتے ہیں، اور اپنی زندگی ہی میں جائیداد اس کے نام کر دیتے ہیں تاکہ شرعی ورثہ کو حصہ نہ مل جائے۔اسی طرح خود ساختہ بیٹا، بیٹی کو وراثت دیکر شرعی ورثہ کا حق غصب کیا جاتا ہے، جبکہ ترکے کی تقسیم کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا:

"ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا و لہ عذاب مھین۔"[19]

(جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اللہ تعالی کی قائم کردہ حدود سے آگے نکل جائے، اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا ۔)

منہ بولی اولاد سے حجاب نہ کرنا:

اسلام نے ستر و حجاب کا جو ضابطہ عطا کیا ہے اس کے تحت عورت یا مرد کا محرم رشتہ داروں سے حجاب نہیں، ان کے علاوہ ہر نامحرم رشتے دار یا اجنبی سے حجاب کرنے کا اللہ تعالی نے تاکیدی حکم دیا ہے۔

تو لہٰذا بناوٹی اولاد سے حجاب کرنا لازم ہوگا، اگر رضاعت کے لیے بناوٹی اولاد کو مدت رضاعت میں دودھ پلایا جائے تو وہ محرم بن جائے گا ورنہ بلوغت کے بعد شرعی پردے کے عام احکام لاگو ہوں گے۔

خلاصہ بحث:

دراصل آج کل ہمارے معاشرے کے اندر بچہ گود لینے (لے پالک بنانے) کی بیماری عام ہورہی ہے، لوگ کسی سے بچہ لے کر اس کو لے پالک بنانے کا اپنا شوق تو پورا کر لیتے ہیں، لیکن کچھ وقت کے بعد جو ان کی خرابیاں، نقصانات ظاہر ہوتے ہیں ان کی کسی کو پرواہ نہیں ہوتی۔ عموما لوگ لے پالک بچے کو بھی اپنی حقیقی اولاد کی طرح سمجھتے ہیں کہ اس کو اپنی جائیداد کا وارث بنا دیتے ہیں، اس بچے کی ولدیت میں اپنا نام

درج کر لیتے ہیں اور جب وہ بچہ بڑا ہوتا ہے تو محرم غیر محرم اور پردے کرنے کا تصور تک نہیں ہوتا جو کہ یہ تمام چیزیں شریعت کے بالکل خلاف ہیں، تو لہذا ایسی بیماریوں سے بچانے کے لئے، اپنے معاشرے کے افراد کو ان تمام مذکورہ احکامات پر متنبہ کیا جائے اور ان کی اصلاح کی جائے تاکہ وہ ایسے کاموں سے بچ جائیں جن کاموں میں ان کا نہ دنوی فائدہ ہے اور نہ اخروی فائدہ ہے۔

حوالہ جات:

1. سورہ شوریٰ:49-50
2. عثمانی مفتی محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ج3، سورہ شوری، 49-50
3. فیروزالدین مولوی، فیروزاللغات، فیروز سنز لاہور، 2010، ص1173
4. ام عبد منیب، متبنیٰ بنانا، مشربہ علم وحکمت لاہور، ص7
5. سورہ الاحزاب:4-6
6. ثمانی مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج7، ص86
7. تھانوی مولانا اشرف علی، درس قرآن، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ج5، ص116
8. عثمانی مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج۷، ص74-75
9. عثمانی علامہ شبیر احمد، تفسیر عثمانی، دارالاشاعت کراچی، ج3، ص113
10. سورۃ الاحزاب:5
11. تھانوی مولانا اشرف علی، درس قرآن، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ج5، ص118
12. سورۃ النساء: 33
13. منصور پوری مفتی محمد سلمان, کتاب النوازل, دارالاشاعت, کراچی, ج10, ص265
14. ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج2، ص697
15. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج2، ص619
16. دھلوی، مفتی محمد کفایت اللہ، کفایت المفتی دارالافتاء جامعہ فاروقیہ، کراچی، ج9، ص54
17. گنگوہی مفتی محمود حسن، فتاوی محمودیہ، دارالاشاعت، کراچی، ج17، ص118
18. سورہ محمد: 23-24
19. سورہ النساء: